آزادی کے امرتو مہوتسو (۷۵ ویں جشن آزادی)

کے مبارک موقع پر

شعبۂ اردو

حمیدیہ گرلس پی۔جی کالج، پریاگ راج

کی طالبات کے ذریعہ مہاتما گاندھی کی شخصیت پر آراستہ شعری مجموعہ

نقوشِ گاندھی

پریزنٹیشن

شعبۂ اردو

حمیدیہ گرلس ڈگری کالج، الہ آباد

پیش لفظ

نقش و نگار ہستی لودے رہی ہے اب تک
خون جگر سے ایسا وہ رنگ بھر گئے ہیں

ہم سبھی ہندوستانی ''آزادی کا امرتو مہوتسو'' کا اہتمام کر رہے ہیں کیونکہ تحریک آزادی کی کہانی بابائے قوم مہاتما گاندھی کی قربانیوں کو یاد کئے بنا ادھوری ہے۔ان کی قربانیوں کو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکے گا۔آج جو جدو جہد، معاشرتی بیداری، امن پسندی اور اتحاد و انسانیت کی مثال قائم ہوئی اس میں مہاتما گاندھی کا بہت اہم رول رہا۔ اردو ادب کے بیشمار شعرا نے بطور خراجِ عقیدت ان کی شخصیت کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا اس ضمن میں حمیدیہ گرلس پی جی کالج کی شعبۂ اردو کی طالبات نے بھی چند نظمیں الگ الگ شعراء کی انتخاب کرتے ہوئے اور چند خودنوشت کلام بھی یکجا کئے جس کو ''نقوش گاندھی'' عنوان کے تحت قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی ادنیٰ کاوش کی ہے۔امید قوی ہے کہ آپ سبھی طالبات کی خامیوں کو نظرانداز کرتے ہوئے ان کی اس کوشش کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اپنے مفید مشورے سے طالبات کو فیض یاب ہونے کا موقع عنایت کریں گے۔اردو ہندی دونوں زبانوں میں نظمیں پیش خدمت ہیں تا کہ سبھی اس سے لطف اندوز ہو سکیں جو نظم اردو میں سامنے آئے گی اسی کا ہندی اسکرپٹ بھی پیش کیا جارہا ہے۔

نیک خواہشات کے ساتھ

شعبۂ اردو

حمیدیہ گرلس پی جی کالج، پریاگ راج

۸/اگست ۲۰۲۱ء

مہاتما گاندھی

(خودنوشت)

باپو تری ہستی سے اتنی مجھے الفت ہے
جاں تجھ پہ نچھاور ہے دل نذر عقیدت ہے

ہر سو ترا چرچا ہے ہر سو تری شہرت ہے
تو قوم کا ہیرو ہے تو دیش کی عزت ہے

تو وہ گل رعنا ہے بھارت کے گلستاں کا
خوشبو سے بسی جس کی دنیائے محبت ہے

پنہاں ترے سینے میں وہ راز محبت ہے
کھلنے سے بندھا جس کے شیرازۂ ملت ہے

مضبوط ترے دم سے ہے عدل کا ہر رشتہ
مخفی ترے بازو میں انصاف کی قوت ہے

ہر طرز عمل تیرا مبنی ہے اہنسا پر
ہر ایک ادا تیری پیغام اخوت ہے

توڑا ہے تشدد کا سر تو نے اہنسا سے
اعجاز یہ تیرا ہے یہ تیری کرامت ہے

از: کہکشاں پروین
بی۔اے۔سال اول

گاندھی

(خودنوشت کلام)

موہن داس کرم چند گاندھی میرے وطن کے وہ ہیں بانی
دو اکتوبر کون بھلائے جگ میں اپنے گاندھی آئے

سب سے بہتر اچھے نیتا تھا ان کا ہتھیار اہنسا
جگ کا ساتھ نبھانا بتایا محنت کرنا سب کو سکھایا

موہن داس کرم چند گاندھی میرے وطن کے وہ ہیں بانی
دو اکتوبر کون بھلائے جگ میں اپنے گاندھی آئے

کھادی کپڑے والے گاندھی کتنے سیدھے سادے گاندھی
سچی باتیں کہتے گاندھی سچی راہ دکھاتے گاندھی

موہن داس کرم چند گاندھی میرے وطن کے وہ ہیں بانی
دو اکتوبر کون بھلائے جگ میں اپنے گاندھی آئے

آفرین خاتون
بی۔اے۔سال اول

نظم (گاندھی)

خودنوشت کلام

ایک ہاتھ میں لاٹھی
بدن پہ کھادی کی دھوتی
سادہ جیون اونچا وچار
ہم سب کو یہ سبق پڑھایا
زندگی ایسے جیو کہ
سب کے لئے مثال بن جاؤ
اپنی زندگی قربان کر
ہم سب کو یہ بتا گئے
غلامی کی زنجیروں میں جکڑے
اپنے ملک کو ہے آزاد کرایا
صرف آزادی کو ہی فرض نہ سمجھا
بلکہ پڑھائی، اہنسا، صفائی کو بھی
اہم بتایا
ہر ہندوستانی کا سر
فخر سے جو اونچا ہے
یہ اس کی ہی بدولت ہے
مشکلوں سے جو نہ ہارا کبھی
بے مثال جس کی ہمت ہے
اے گاندھی تو ہی وہ شخصیت ہے

از: ثنا احترام
بی۔اے۔سال سوم

نذرگاندھی

ترے ماتم میں شامل ہیں زمین و آسماں والے
اہنسا کے پجاری سوگ میں ہیں دو جہاں والے

ترا ارمان پورا ہوگا اے امن و اماں والے
ترے جھنڈے کے نیچے آئیں گے سارے جہاں والے

مرے گاندھی زمیں والوں نے تیری قدر جب کم کی
اٹھا کر لے گئے تجھ کو زمیں سے آسماں والے

اسی کو مار ڈالا جس نے سر اونچا کیا سب کا
نہ کیوں غیرت سے سر نیچا کریں ہندوستاں والے

زمیں پر جن کا ماتم ہے فلک پر دھوم ہے ان کی
ذرا سی دیر میں دیکھو کہاں پہنچے کہاں والے

پہنچتا دھوم سے اب تک ہمارا کارواں بیشک
اگر دشمن نہ ہوتے کارواں کے کارواں والے

سنے گا اے نذیرؔ اب کون مظلوموں کی فریادیں
فغاں لے کر کہاں جائیں گے اب آہ و فغاں والے

از: نذیرؔ بنارسی

آصفہ علیم
بی۔اے۔سال دوم

گاندھی جی کی یاد میں

وہی ہے شور ہائے ہو وہی ہجوم مرد و وزن
مگر وہ حسن زندگی، مگر وہ جنت وطن

وہی زمیں، وہی زماں، وہی مکیں، وہی مکاں
مگر سرور یک دلی، مگر نشاط انجمن

وہی ہے شوق نو بہ نو، وہی جمال رنگ رنگ
مگر وہ عصمت نظر، طہارت لب و دہن

ترقیوں پہ گرچہ ہیں، تمدن و معاشرت
مگر وہ حسن سادگی، وہ سادگی کا بانکپن

شراب نو کی مستیاں، کہ الحفیظ و الاماں
مگر وہ اک لطیف سا سرور بادۂ کہن

یہ نغمۂ حیات ہے کہ ہے اجل ترانہ سنج
یہ دور کائنات ہے کہ رقص میں ہے اہرمن

وہی مہاتما وہی شہید امن و آشتی
پریم جس کی زندگی، خلوص جس کا پیرہن

وہی ستارے ہیں، مگر کہاں وہ ماہتاب ہند
وہی ہے انجمن، مگر کہاں وہ صدر انجمن

از: جگرمرادآبادی

رقیہ بانو انصاری
سابق طالبہ،شعبۂ اردو

آہ گاندھی

کیوں نہ دیواروں سے لگ کر گریۂ پیہم کریں
کم ہے تیری موت پر جتنا بھی ہم ماتم کریں

کشتیِ اہلِ وطن ہی کا نہ کھیون ہار تھا
سارے انسانوں کا تو ہمدرد تھا غم خوار تھا

تو مٹانا چاہتا تھا امتیاز ذات پات
تو دلانا چاہتا تھا ہر تعصب سے نجات

جنگ سے نفرت تھی تجھ کو ظلم سے بیزار تھا
عدل سے انصاف سے امن واماں سے پیار تھا

تو اہنسا کا پجاری تھا محبت کا دھنی
جو ہر اخلاق کا شیدا شرافت کا دھنی

ملک کا ہمدرد سچا کون تھا تو ہی تو تھا
قوم پر مر مٹنے والا کون تھا تو ہی تو تھا

کون تھا اس سرزمیں کا آسماں تو ہی تو تھا
بانیِ آزادیِ ہندوستاں تو ہی تو تھا

اک وطن دشمن کی گولی کا نشانہ ہوگیا
مبتلائے رنج و غم سارا زمانہ ہو گیا

چھپ گیا خونیں شفق میں آفتاب ہند آہ
بدلیاں چھائیں الم کی ہوگیا عالم سیاہ!

از: اطہرؔ عباسی
(۳۰ جنوری ۱۹۴۸ء)

شبِ ناز
بی۔اے سال دوم

بوڑھا مالی

جب گرم ہوائیں چلتی تھیں امید نہ تھی ہریالی کی
تھی سوئی ہوئی اندھیارے میں ہر ایک کرن اجیالی کی
یہ پھول، یہ کلیاں، یہ پودے تصویر تھے سب پامالی کی
ہمت تھی اسی رکھوالے کی، اس وقت بھی جو رکھوالی کی
ہر بات ہے اب تک یاد ہمیں، اس باغ کے بوڑھے مالی کی

یہ بیج اسی نے بویا تھا، کیا پوچھنا اس کی ہمت کا
آزادی جس کو کہتے ہیں یہ پھل ہے اسی کی محنت کا
یہ باغ نظر آتا ہے ہمیں جو آج نمونہ جنت کا
یہ باغ ابھی کچھ روز ہوئے تصویر تھا اک پامالی کی
ہر بات ہے اب تک یاد ہمیں، اس باغ کے بوڑھے مالی کی

اس کے ہی خون پسینے کا سینچا ہوا بوٹا بوٹا ہے
اس کی ہی آنکھ کے سوتوں سے یہ میٹھا چشمہ پھوٹا ہے
اس کے ہی رسیلے ہونٹوں سے ہر بھنورے نے رس لوٹا ہے
یہ پیڑ اسی نے بویا تھا، ہے جان جو اب ہریالی کی
ہر بات ہے اب تک یاد ہمیں، اس باغ کے بوڑھے مالی کی

ہے بادل اس کی اہنسا کا برسا ہے جو ساری دنیا پر
اک ہاتھ میں اس کے قرآں تھا، اک ہاتھ تھا اس کا گیتا پر
کچھ رام، رحیم کے ناموں میں، تھا فرق نہ اس کی مالا پر
سب دن تھے عید ملن کے دن، سب راتیں تھیں دیوالی کی
ہر بات ہے اب تک یاد ہمیں، اس باغ کے بوڑھے مالی کی

از: عمر انصاری

سکینہ فاطمہ
بی۔اے۔سال سوم

گاندھی

ایک انساں پیکر اخلاص روح راستی
اک فقیر بے نوا ایثار جس کی زندگی

جس کے ہر قول و عمل میں امن کا پیغام تھا
جس کا ہر اقدام گویا عافیت انجام تھا

جس کی دنیا بندگی بھگتی سرور جاوداں
جس کی دنیا کیف و سرمستی کی حاصل بے گماں

آشتی تھی جس کی فطرت جس کا مذہب پیار تھا
خدمت انسانیت کا جو علمبردار تھا

عزم نے جس کے ہر اک مشکل کو آساں کر دیا
جذبۂ احساسِ خود داری بشر میں بھر دیا

ناز اٹھائے ہند کے وہ ہند کا غم خوار تھا
کاروان حریت کا رہبر و سالار تھا

یہ بھی ہے معجز بیانی اس کی ہر تحریر کی
نقش فرسودہ سے پیدا اک نئی تصویر کی

خاک سے شعلے اٹھے اور آسماں پر چھا گئے
ماہ و انجم بن گئے کون و مکاں پر چھا گئے

تیرگی بھاگی جہالت کی فضا چھٹنے لگی
ہولے ہولے تیرہ وہ تاریک شب کٹنے لگی

ہر طرف کیف و مسرت ہر طرف نور و سرور
غنچہ غنچہ پر تبسم چشم نرگس پر غرور
یہ فسوں کاری ہوئی جس کے سبب وہ کون تھا
یہ جنوں کاری ہوئی جس کے سبب وہ کون تھا
نام تھا گاندھی مگر اس کے ہزاروں نام ہیں
ایک مے خانہ ہے جس میں ہر طرح کے جام ہیں

از: ساحر ہوشیار پوری
راحت تمیز
بی۔اے سال سوم

مہاتما گاندھی

چمن اجڑا ہوا تھا مضمحل تھی ہر کلی جس دم
سراپا درد تھی وقف الم تھی زندگی جس دم
حکومت دیش پر قائم تھی مغرب کے دلالوں کی
کوئی وقعت نہ تھی دنیا میں ہندوستان والوں کی

در و دیوار بربادی کا افسانہ سناتے تھے
اسیران قفس روتے تھے ظالم مسکراتے تھے
ستم ایجاد ہر تازہ ستم ہر روز ڈھاتے تھے
نئے طوفاں اٹھاتے تھے نئے فتنے جگاتے تھے

بالآخر درد مندان وطن میں کچھ کو جوش آیا
جواں اٹھے کفن باندھے ہوئے بوڑھوں کو جوش آیا
انھیں جانباز انسانوں میں گاندھی جی بھی شامل تھے
تمناؤں کا مرکز تھے وہ امیدوں کے حاصل تھے

وطن کے رہنما تھے ناخدا تھے خضر منزل تھے
وہ یکتائے زمانے تھے وہ اپنے فن میں کامل تھے
وطن کے دشمنوں سے وہ بڑی جرأت سے ٹکرائے
وہ اپنے وقت کی سب سے بڑی طاقت سے ٹکرائے

انھیں کے دم سے آزادی کی نعمت ہم نے پائی ہے
شب تاریک، نورانی فضا سے جگمگائی ہے

از: ساحر ہاشمی ادیب

تنویر فاطمہ
بی۔اے۔سال سوم

سانحہ (نذر گاندھی)

اے آرزو وہ چشمۂ حیواں نہ کر تلاش
ظلمات سے وہ چشمۂ حیواں چلا گیا

اب سنگ وخشت وخاک وخذف سر بلند ہیں
تاج وطن کا لعل درخشاں چلا گیا

اب اہرمن کے ہاتھ میں ہے تیغ خوں چکاں
خوش ہے کہ دست وبازوئے یزداں چلا گیا

دیو بدی سے معرکۂ سخت ہی سہی
یہ تو نہیں کہ زور جواناں چلا گیا

کیا اہل دل میں جذبۂ غیرت نہیں رہا
کیا عزم سرفروشی مرداں چلا گیا

کیا باغیوں کی آتش دل سرد ہوگئی
کیا سرکشوں کا جذبہ پنہاں چلا گیا

کیا وہ جنوں و جذبہ بیدار مرگیا
کیا وہ شباب حشر بد اماں چلا گیاں

خوش ہے بدی جو دام یہ نیکی پہ ڈال کے
رکھ دیں گے ہم بدی کا کلیجہ نکال کے

از: اسرارالحق مجازؔ

نورفاطمہ
ایم۔اے سال دوم

رہبر انسانیت گاندھی

درد و غم حیات کا درماں چلا گیا
وہ خضر عصر و عیسیٰ دوراں چلا گیا

ہندو چلا گیا نہ مسلماں چلا گیا
انساں کی جستجو میں اک انساں چلا گیا

رقصاں چلا گیا نہ غزل خواں چلا گیا
سوز و گداز و درد میں غلطاں چلا گیا

برہم ہے زلف کفر تو ایماں ہے سرنگوں
وہ فخر کفر و نازش ایماں چلا گیا

بیمار زندگی کی کرے کون دل دہی
نباض و چارہ ساز مریضاں چلا گیا

کس کی نظر پڑے گی ''اب عصیاں'' پہ لطف کی
وہ محرم نزاکت عصیاں چلا گیا

وہ راز دار محفل یاراں نہیں رہا
وہ غم گسار بزم عریفاں چلا گیا

اب کافری میں رسم و رہ دلبری نہیں
ایماں کی بات یہ ہے کہ ایماں چلا گیا

با چشم نم ہے آج زلیخائے کائنات
اک عاشق صداقت پنہاں چلا گیا

از: اسرارالحق مجاز

عطیہ پروین
ایم۔اے سال دوم

گاندھی جینتی پر

اٹھی چاروں طرف سے جب کہ ظلم و جبر کی آندھی
پیام امن لے کر آگئے روح زماں گاندھی

بنے ہندوستاں کے واسطے وہ رہبر کامل
توسل سے انہیں کے پائی ہم نے اپنی خود منزل

ہوئی روشن اجالے سے دیار ہند کی وادی
جلائی اس طرح کی آپ نے اک شمع آزادی

انھیں نے جبر سے انگریز کے ہم کو چھڑایا تھا
صداقت کا شرافت کا ہمیں رستہ بتایا تھا

دکھائی راہ وہ ہم کو جو گوتم نے دکھائی تھی
بتائی بات وہ پھر سے جو عیسیٰ نے بتائی تھی

اخوت کے وہ دریا تھے محبت کے وہ ساحل تھے
اہنسا کے وہ داعی تھے وہ یکجہتی کے قائل تھے

سبق پھر سے پڑھایا تھا جہاں بھر کو بھلائی کا
زمانہ آج بھی مشکور ہے اس حق کے داعی کا

غریبوں کی نحیفوں کی ہمیشہ دستگیری کی
نہ پروا کی مصیبت کی نہ پروا کی اسیری کی

ہمارے دل منور کر دئے نور محبت سے
ہوئے آگاہ اہل دہر رمز آدمیت سے

وطن کے آسماں پر ایک رخشندہ ستارے تھے
ہمیں یہ فخر ہے اہل جہاں گاندھی ہمارے تھے

ابن کنول ڈبائیوی

انجم صباح
ایم۔اے۔سال دوم

گاندھی (نظم)

رہنما اس دیش میں آنے کو آئے سینکڑوں
اپنے میٹھے بول دنیا کو سنائے سینکڑوں
روحِ انساں ہی پہ لیکن، بحث فرماتے رہے
زندگی بھر ایک اسی نکتے کو سمجھاتے رہے
سامنے ان کے تھا آزادی کا پہلو ایک ہی
راحت وتسکین دل کی تھی ترازو ایک ہی
شیخ بھی ہم کو یہی اسرار سمجھاتا رہا
گیت مندر میں برہمن بھی یہی گاتا رہا
روح کو آزاد کرنا ہی رہا پیشِ نظر
جسم پر چھریاں چلیں اس کا نہ تھا دل پر اثر
تھی اہنسا بھی فقط راہِ حقیقت کے لئے
آج تک برتا نہ تھا اس کو سیاست کے لئے
وہ فقط گاندھی تھا یہ اعجاز جس نے کر دیا
روح کے ہر نقش میں رنگِ سیاست بھر دیا
روح کی تنہا روی بھی اس نے یکسر چھوڑ دی
جسم کی بھی اس نے زنجیر غلامی توڑ دی

از: جوش ملسیانی

ثناء پروین
ایم۔اے سال اول

ہند کے شاہِ شہیداں

اے زمیں کی زیب کے آئینہ الماس
اے فلک کی بزم کے مہر درخشان بہار
اے وطن کی سر زمیں کے آسمان ذی وقار
اے زمانے کی صدف کے گوہر انجم شکار
اے صفا کی موج کے لعل درخشاں السلام
السلام اے ہند کے شاہِ شہیداں السلام

دہر پر تیری شہادت نے یہ ثابت کردیا
حد سے بڑھ کر نیک ہونا کس قدر ہے ناروا
حرف حق ہے اہل باطل کے لئے طبل وغا
سخت ہوتی ہے گناہِ بے گناہی کی سزا
السلام اے کشتۂ خیر فراواں السلام
السلام اے ہند کے شاہ شہیداں السلام

قاتلوں میں قتل انسانی پہ رونا جرم ہے
تخم نیکی سر زمین دل میں بونا جرم ہے
جذبۂ خدمت سے راتوں کو نہ سونا جرم ہے
مجرموں کے درمیاں معصوم ہونا جرم ہے
السلام اے پائمال ذوق عصیاں السلام
السلام اے ہند کے شاہِ شہیداں السلام

از: جوش ملیح آبادی

ثنا فاطمہ
بی۔اے۔سال اول

مہاتما گاندھی

سنا رہا ہوں تمہیں داستان گاندھی کی
زمانے بھر سے نرالی ہے شان گاندھی کی

بنا تھا مست کوئی اور کوئی سودائی
ہر ایک سمت تھی غفلت کی جب گھٹا چھائی

تو اس کی عقل رسا کام وقت پر آئی
مریض ملک ہے ممنون چارہ فرمائی

جفا و جور نے کی خوب اپنی بربادی
خراب حال نہ دن رات کیوں ہوں فریادی

بنا دیا تھا قفس کا بری طرح عادی
مگر ہے شکر ملا ہم کو درس آزادی

بھلائی سب کی ہو جس سے وہ کام اس کا ہے
جہاں بھی جاؤ وہیں احترام اس کا ہے

وہ رشکِ شمع ہدایت ہے انجمن کے لئے
وہ مثلِ روح رواں عنصر بدن کے لئے

لگن اسے ہے کہ سب مالکِ وطن ہو جائیں
قفس سے چھوٹ کے زینت دہ چمن ہو جائیں

یہی خیال تھا پہلے یہی خیال اب ہے
فقط ہے دین یہی بس یہی تو مذہب ہے

اگر بجا ہے تو 'بسملؔ' کی عرض بھی سن لو
چمن ہے سامنے دو چار پھول تم چن لو

از: بسملؔ الہ آبادی

شاذیہ غلام انصاری
سابق طالبہ

گاندھی جی

وقار مادر ہندوستاں تھے گاندھی جی

ہر ایک فرد کے ہمدرد غم گسار وطن
صداقتوں کے پرستار جھوٹ کے دشمن

نظام امن کے روح رواں تھے گاندھی جی
وقار مادر ہندوستاں تھے گاندھی جی

وہ ایکتا کے پجاری ہر ایک کے بھائی
وہ فخر قوم وہ انسانیت کے شیدائی

زمیں پہ رہ کے بھی اک آسماں تھے گاندھی جی
وقار مادر ہندوستاں تھے گاندھی جی

کلی کلی کو تبسم کا ایک ڈھنگ دیا
ہر ایک پھول کو اپنے لہو کا رنگ دیا

بہار گلشن امن و اماں تھے گاندھی جی
وقار مادر ہندوستاں تھے گاندھی جی

ہر ایک دل میں جلایا چراغ آزادی
ہے جن کے کون سے شاداب باغ آزادی

ہمارے ملک کے وہ باغباں تھے گاندھی جی
وقار مادر ہندوستاں تھے گاندھی جی

سنی نہ بات تشدد بھرے اصولوں کی
مہک لٹائی اہنسا کے نرم پھولوں کی

خلوص و عجز کے اک گلستاں تھے گاندھی جی
وقار مادر ہندوستاں تھے گاندھی جی

از: کیف احمد صدیقی

کنیز فاطمہ
سابق طالبہ

شکریہ